احرام اور خوشبودار صابن

مجلسِ
تحقیقاتِ شرعیہ

حج وعُمرہ والوں کیلئے انمول تحفہ

اِحرام اور خوشبودار صابن

☆☆☆☆

مجلس تحقیقاتِ شرعیہ

مکتبۃ المدینہ

فہرست

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں　　　اے دعوتِ اسلامی تیری دھوم مچی ہو

اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فضل و کرم سے تبلیغِ قرآن و سنت کی غیر سیاسی عالمگیر تحریک، دعوتِ اسلامی نہ صرف تبلیغی حوالے سے اصلاحِ اُمّت کے مَدَنی کام میں کوشاں ہے بلکہ ہر شعبہ میں خدمتِ دین کا جذبہ لیے مصروفِ کار ہے۔ علمی حوالے سے بھی کثیر جامعات بنام ''جامعۃ المدینہ'' قائم ہیں جن میں بلا مبالغہ ہزاروں تشنگانِ علم اپنی سیرابی کا سامان کر رہے ہیں، پھر ہر شعبے سے متعلق مجالس کا قیام بھی دینی کام کے جذبے کی پختگی اور صدق کا شاہدِ عدل ہے۔

جِدّت و ترقی کے فکری انقلاب نے جہاں حیاتِ انسانی کو کئی طرح کی آسانیاں دیں ہیں وہیں بعض جگہ مشکلات سے بھی دوچار کیا ہے، نئی ایجادات اور معاشرتی و معاملاتی نظام سے متعلق شرعی و فقہی رہنمائی ایک انتہائی دشوار اور پیچیدہ کام ہوتا جا رہا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کتابُ اللّٰہ اور حدیثِ رسول اور فقہ کے عظیم ذخائر میں ان مسائل کے نظائر پیش کرنے کے بعد احکام کی عِلَل، اسباب اور احتمالات پر غور کرتے ہوئے نیز اسبابِ ستہ مثلِ عُرف و رواج وغیرہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مسائل کا حل انتہائی ذہنی بیداری، تَیَقُّظ کا مُتَقاضی ہے۔

بحمدہ تعالٰی شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامَتْ بَرَکاتُھُمُ الْعالِیہ نے جدید دور کے پیش آمدہ مسائل کی تنقیح و توضیح جیسی اہم دینی ذمہ داری کی طرف بھی توجہ فرمائی اور دعوتِ اسلامی کے مبلغین سے جَیِّد مفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تَعالٰی پر مشتمل ایک مجلس بنام ''مجلس تحقیقاتِ شرعیہ'' دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شورٰی کے تحت متعین کی، ان حضرات نے انتہائی جانفشانی اور کدو کاوش کے بعد سرکارِ اعلٰی حضرت عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجددِ دین وملت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا القاری الحافظ الحاج امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی تعلیمات اور طریقۂ کار کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے کام شروع کیا اور ابتدائی طور پر مُحرِم کے خوشبودار صابن اور دیگر خوشبودار اشیاء کے استعمال سے متعلق شرعی حکم کی تنقیح و توضیح کی جسے ممتاز علماء و مفتیانِ کرام نے سراہا اور اپنی جلیل القدر تصدیقات و آراء سے بھی نوازا جس میں مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی جیسی راسخ العلم شخصیت بھی شامل ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہ تحقیقِ انیق بصورتِ رسالہ بنام ''احرام اور خوشبودار صابن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ کو غلطی اور خطا سے محفوظ فرمائے اور شرعی مسائل کی دُرست تنقیح کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مجلس مکتبۃ المدینہ

۳ ذیقعد ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام درج ذیل اُمور کے بارے میں:

۱۔حجاز مقدس کے ہوٹلوں میں خوشبودار صابن، معطر شیمپو اور خوشبو والے پاؤڈر ہی ہاتھ دھونے کے لئے رکھے جاتے ہیں اور احرام والے بلا تکلف ان کو استعمال کرتے ہیں۔

۲۔طیارہ و ائیر پورٹ پر بھی احرام والوں کو یہی ملتا ہے۔

۳۔کپڑے اور برتن دھونے کا پاؤڈر بھی حجازِ مقدس میں خوشبودار ہی ہوتا ہے۔

۴۔مسجدین کریمین کی دھلائی میں بھی اسی طرح کا خوشبودار مائع استعمال کیا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً دھلائی ہوتی رہتی ہے جس سے احرام والوں کے پاؤں سَن جاتے ہیں اور اس سے بچنا بے حد دشوار ہے۔

۵۔عطریات اور دیگر خوشبویات میں فرق۔

۶۔خوشبودار ٹشو پیپر کا استعمال احرام کی حالت میں بھی بلا تکلف کیا جاتا ہے۔

۷۔سُرمہ و ٹوتھ پیسٹ میں بھی خوشبو ہوتی ہے۔

۸۔کھانے والی خوشبو لگانا اور لگانے والی خوشبو کھانا کیسا ہے؟

۹۔اگر صابن کو بنیتِ خوشبو استعمال کیا تو کیسا اور اگر حصولِ خوشبو مقصود نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

۱۰۔مکہ میں لوگ عطریات لگاتے ہیں اور پھر کسی محرم سے مصافحہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں مہک آجاتی ہے اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

۱۱۔لوگ احرام کی نیت کر لیتے ہیں پھر لوگ ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے ہیں اس کا حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب اللھم ھدایة الحق والصواب:

سوال میں مذکورہ امور کے جوابات سے قبل خوشبو کی تعریف، اس کی اقسام اور کسی چیز میں اس کے مخلوط ہونے کی صورتوں کا سمجھنا بے حد ضروری ہے۔

خوشبو کی تعریف

عربی زبان میں خوشبو کے لئے ''طیب'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔لغوی طور پر اس سے مراد وہ شے ہے جس سے خوشبو حاصل کی جائے۔ چنانچہ علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی لسان العرب (ج ۱ص ۵۶۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت) اور علامہ مرتضٰی زبیدی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الھادِی تاج العروس (ج ۳،ص ۲۸۴ مطبوعہ دارالھدایہ بیروت) میں بیان فرماتے ہیں: اَلطِّیبُ ما یطیَّب به وقد تَطیّبَ بِالشَّیء وطیب فلان فلانا بالطیب یعنی طیب وہ شے ہے جس سے خوشبودار ہوا جائے۔ (کہا جاتا ہے) وہ شے کے ساتھ خوشبودار ہوا اور فلاں نے فلاں کو خوشبودار کیا۔

جبکہ فقہاء کرام رَحِمَھُمُ اللہُ السّلام نے اس کی تعریف مختلف الفاظ میں ذکر کی ہے۔ چنانچہ علامہ سید ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی ردالمحتار (ج ۳،ص ۵۷۳، مطبوعہ مدینۃ الاولیاء ملتان) میں علامہ عمر بن نُجَیم مصری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی النہر الفائق (ج ۲، ص ۱۱۵، مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں، علامہ زین ابن نجیم مصری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی البحرالرائق (ج ۳،ص ۳، مطبوعہ کوئٹہ) میں علامہ ابن ھُمَّام عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ السّلام فتح القدیر (ج ۲،ص ۴۳۸، مطبوعہ کوئٹہ) میں، علامہ سید احمد طحطاوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (ص ۶۰۹، مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں، علامہ محمود عینی حنفی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی

البنایۃ (ج ۴،ص ۲۴۰، مطبوعہ کوئٹہ) میں اور علامہ ابوبکر حدّادعَلَیہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْجَوَاد الجوھرۃ النیر ۃ(ص۲۰۷مطبوعہ پشاور) میں اس کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں: الطیب جسم لہ رائحۃ طیبۃ مستلذۃ کالزعفران والبنفسج والیاسمین یعنی خوشبوایک ایسا جسم ہے جس کے لئے ایسی پاکیزہ بو ہو جس سے لذت حاصل کی جاتی ہے جیسا کہ زعفران ، بنفشہ اور یاسمین۔

جبکہ علامہ علاءُ الدین انصاری اَندرپتی عَلَیہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ القَوِی نے فتاویٰ تاتارخانیہ (ج۲،ص۵۰۳،مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں اس کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے کہ اَلطِّیبُ عِبَارَۃٌ عن عَیْن لہ رائحۃ طیبۃ یعنی خوشبوایک ایسے عین (ذات) سے عبارت ہے جس کے لیے عمدہ بو ہو۔

جبکہ علامہ مُلّا علی قاری عَلَیہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ البَارِی شرح اللُّباب (ص۳۱۰،مطبوعہ باب المدینہ کراچی) میں فرماتے ہیں: الطیب ما تطیب بہ ویکون لہ رائحۃ مستلذۃ ویُتَّخذُ منہ الطیبُ یعنی خوشبو وہ شے ہے جس سے خوشبودار ہوا جائے اور اس کے لیے مرغوب بو ہو اور اس سے خوشبو بنائی جاتی ہو۔

جبکہ حاشیۃ الطحطاوی علی الدُّرالمختار (ج۱،ص۵۲۰،مطبوعہ کوئٹہ) اور فتاویٰ عالمگیری (ج۱، ص۲۴۰مطبوعہ دارالفکر بیروت) میں یوں مذکور ہے کہ الطیب کلُّ شئی لہ رائحۃ مستلذّۃ ویعدّہ العقلاء طیبا یعنی خوشبو ہر وہ شے ہے جس کے لئے مرغوب بو ہو اور عقلاء اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں۔

ان تمام تعریفات سے جو مستفاد ہوا وہ درج ذیل ہے:

(۱) خوشبو وہ شے یا جسم ہے، جسے عرف عام میں خوشبو کے لئے استعمال کیا جاتا ہے،

اور عقلِ سلیم رکھنے والے بھی اسے خوشبو شمار کرتے ہوں۔ (۲) بالذات خوشبو نہ ہو، مگر اس سے خوشبو بنائی جاتی ہو۔ مثلاً زیتون اور تل کا تیل، جیسا کہ علامہ ملا علی قاری عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ البَارِی کی تعریف سے مستفاد ہوا۔

خوشبو کی اقسام

اولاً یاد رہے کہ جسم، لباس اور منہ ان میں سے ہر ایک کے لئے اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ خوشبو ہوتی ہے۔ بعض خوشبوئیں ایسی ہیں کہ جن کو جسم پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ باڈی اسپرے، خوشبو دار تیل، مہندی، خوشبو دار پاؤڈر وغیرہ۔ بعض کا استعمال لباس پر ہوتا ہے جیسا کہ عام عطریات اور کستوری وغیرہ اور بعض منہ کے لئے بطورِ خوشبو استعمال کی جاتی ہیں جیسے الائچی وغیرہ۔

خوشبو کا حکم

علامہ شمس الدین سرخسی عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ القَوِی **المبسوط** (ج۴، ص۱۲۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت) میں فرماتے ہیں: **واعلم ان المحرم ممنوع من استعمال الدهن والطيب لقوله** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: **"الحج الشعث التفل، وقال: يأتون شعثا غبرا من كل فج عميق" واستعمال الدهن والطيب يزيل هذا الوصف وما يكون صفة العبادة يكره ازالته** یعنی جان لیجئے کہ مُحرم کو تیل (خوشبودار) اور خوشبو کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان کی بناء پر کہ "حاجی بکھرے بال والا اور بو والا ہوتا ہے۔" اور فرمایا: لوگ دور دراز راستے سے پراگندہ سر، غبار آلود چہرے والے ہو کر آتے ہیں اور تیل اور خوشبو کا استعمال اس وصف کو زائل کر دیتا ہے اور جو چیز عبادت کی صفت ہو اس کا زائل کرنا مکروہ ہے۔

خوشبو کے استعمال سے مراد

حضرت علامہ ملا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی شرح اللُّباب (ص۳۱۲) میں فرماتے ہیں: **المراد بالالصاق اللصوق والتعلق بحسب الريح لابالتصاق جزء الطيب ولهذا لوربط بثوبه مسكا اونحوه يجب الجزاء ولو ربط العود لم يجب لوجود الالصاق في الاول دون الثاني** یعنی الصاقِ خوشبو سے مراد اس کا (کپڑے یا جسم پر) بو کے اعتبار سے چمٹنا یا متعلق ہونا ہے، نہ کہ اجزائے خوشبو کے اعتبار سے، اسی وجہ سے اگر کسی نے اپنے کپڑے میں مشک یا اس کی مثل (خوشبو دینے والی کوئی شے) باندھی تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر عُود باندھی ہو، تو نہیں۔ پہلی صورت میں الصاق کے پائے جانے اور دوسری میں نہ پائے جانے کی وجہ سے۔

چند امورِ ضروریہ

(۱) عود میں جزاء واجب نہ ہونے کی علّت یہ ہوسکتی ہے کہ عود کو جب تک جلایا نہ جائے عموماً وہ خوشبو نہیں دیتی لہٰذا یہ خوشبو شمار نہیں ہوتی بخلاف مشک کے کہ اس کا لباس پر باندھنا بھی خوشبو میں شامل ہے۔ خود ملا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی شرح اللباب (ص۳۲۲) میں فرماتے ہیں: **وان ربط العود فلا شيء عليه وان وجد رائحته كذا في البحر الزاخر وغيره لكن فيه ان العود ليس له رائحة الا بالنار ولو فرض وجود عود له رائحة بالحك مثلا فلا شك ان حكمه كالعنبر وغيره لان العلة هي الرائحة هذا** یعنی اگر کسی نے عود کو باندھا تو کوئی کفارہ نہیں اگرچہ اس کی خوشبو پائی جائے جیسا کہ اَلْبَحرُ الزَّاخِر وغیرہ میں ہے۔ لیکن اس میں یہ (اشکال) ہے کہ عود کے لیے آگ کے بغیر خوشبو ہوتی ہی نہیں اور اگر ایسی عود کا وجود فرض

کرلیا جائے کہ جسے رگڑنے کے ذریعے خوشبو حاصل ہوسکتی ہو تو بے شک اس کا حکم عنبر وغیرہ کی طرح ہوگا کیونکہ علت تو یہی خوشبو ہے۔

(۲) جسم یا لباس پر خوشبو کا عَین لگے بغیر صرف بُو سے ''کفارہ'' کے لئے ایک قید اور ضروری ہے کہ اگر خوشبو کا انتفاع (نفع لینا) دھویں کے ذریعے ہو، بایں صورت کہ اس کا عین بطورِ خوشبو استعمال نہ کیا جاتا ہو، تو اس صورت میں انتفاع کی نیت وقصد ضروری ہے، ورنہ بے نیت وقصد صرف جسم یا لباس میں بو بس جانے سے کچھ نہیں۔

علامہ ابن نُجَیم مصری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی **البحر الرائق** (ج۳،ص۴) میں فرماتے ہیں:

ولافرق بین ان یلتزق بثوبه عینه اورائحته فلذا صرحوا انه لو بخر ثوبه بالبخور فتعلق به کثیر فعلیه دم وان کان قلیلا فصدقة لانه انتفاع بالطیب بخلاف ما اذا دخل بیتا قد اجمر فیه فتعلق بثیابه رائحة فلا شئی علیه لانه غیر منتفع بعینه یعنی اس میں کوئی فرق نہیں کہ محرم کے کپڑے کے ساتھ خوشبو کا عین متعلق ہو یا اس کی بو، اسی وجہ سے علماء نے صراحت کی کہ اگر کسی نے اپنے کپڑوں کو خوشبو سے دھونی دی اور اس کی وجہ سے کثیر خوشبو متعلق ہوگئی تو ''دم'' ہوگا اور اگر قلیل ہو تو ''صَدَقہ'' کیونکہ یہ خوشبو سے نفع اٹھانا ہے، بخلاف اگر کوئی ایسے کمرے میں داخل ہوا جس میں دھونی دی گئی ہو اور اس کے کپڑے میں بو بس جائے تو کچھ نہیں کیونکہ یہ اس کے عین کے ساتھ نفع اٹھانا نہیں۔

یہی عبارت علامہ سید احمد طحطاوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے **حاشیۃ الطحطاوی علی الدر** (ج۱،ص۵۲۰)، علامہ محمد بن سعید عبدالغنی علیہ رحمۃُ اللّٰہِ الغنی نے **اِرشادالسّاری** (ص۳۱۲) اور علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی نے **رَدُّالمُحتار** (ج۳ص۴۹۶) میں نقل فرمائی۔

مبسوط للسرخسی (ج۴،ص۱۲۳) میں ہے: **عن محمد رحمه اللّٰه ان**

المحرم اذا دخل بيتا قد اجمر فيه فطال مكثه حتى علق ثوبه لا يلزمه شيء ولو اجمر ثيابه بعد الاحرام فعليه الجزاء لان الاجمار اذا كان في البيت فعين الطيب لم يتصل بثوبه ولا ببدنه انما نال رائحته فقط بخلاف ما اذا اجمر ثيابه فان عين الطيب قد علق بثيابه یعنی امام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الصَّمَد سے مروی ہے کہ اگر مُحرِم (احرام والا) ایسے کمرے میں داخل ہو جسے دھونی دی گئی ہو اور وہاں کافی دیر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ بو اس کے کپڑوں میں بس گئی تو اس پر کچھ لازم نہیں اور اگر اپنے کپڑوں کو احرام کی نیت کے بعد دھونی دی تو کفارہ واجب ہے کیونکہ دھونی دینا جب کمرے میں ہو تو عین خوشبو نہ تو اس کے بدن سے متعلق ہوئی ہے اور نہ ہی کپڑوں سے بلکہ اس نے تو صرف بو پائی ہے بخلاف اپنے کپڑوں کو دھونی دینے کے کہ اس صورت میں عین خوشبو اس کے کپڑوں میں بس گئی ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر (جلد ۱، ص ۵۱۹) میں فرماتے ہیں: ولا بأس ان يجلس في حانوت عطار او موضع يتبخر فيه الا انه يكره ان كان الجلوس هناك لاشتمام الرائحة یعنی عطر فروش کی دکان یا ایسی جگہ جہاں دھونی دی جارہی ہو بیٹھنے میں حرج نہیں، لیکن اگر وہاں بیٹھنا خوشبو سونگھنے کی نیت سے ہو تو مکروہ ہے۔

واضح ہوا کہ علماء نے جہاں یہ فرمایا کہ **"خوشبو میں قصد اور عدم قصد برابر ہیں"** وہاں مراد خوشبو کا عین یا اس کی ذات کا لگنا ہے، جبکہ خوشبو کے اثر یعنی بو کے لئے اس کا قصد یا خوشبو کا عادۃً اسی طرح استعمال کیا جانا ضروری ہے جیسا کہ عود کی دھونی بے قصد خوشبو بس جائے تو کچھ نہیں۔ یہ فرق واضح رہے کہ خطا کا مقام ہے۔

بدن پر استعمال ہونے والی اشیاء

مَلِکُ العلماء ابوبکر کاسانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی بَـدَائِـع الـصَّـنَـائع (ج۲،ص۱۹۰ مطبوعہ کوئٹہ) میں علامہ سید احمد طحطاوی عَلَیہِ رَحمَۃُاللہِ القَوِی حاشیۃ الطحطاوی علی الدر (ج۱، ص۵۲۰) میں اور فتاوٰی عالمگیری (ج۱،ص۲۴۰) میں ہے: قال اصحابنا ان الاشیاء التی تستعمل فی البدن علی ثلاثۃ انواع نوع ھو طیب محض معد للتطیب بہ کالمسک والکافور والعنبر وغیرذلک وتجب بہ الکفارۃ علی ای وجہ استعمل حتی قالوا لوداوی عینہ بطیب تجب علیہ الکفارۃ لان العین عضو کامل استعمل فیہ الطیب فتجب الکفارۃ ونوع لیس بطیب بنفسہ ولا فیہ معنی الطیب ولا یصیر طیبا بوجہ کالشحم فسواء اکل اوادھن اوجعل فی شقاق الرجل لاتجب الکفارۃ ونوع لیس بطیب بنفسہ لکنہ اصل الطیب یستعمل علی وجہ الطیب ویستعمل علی وجہ الادام کالزیت والشیرج فیعتبر فیہ الاستعمال فان استعمل استعمال الادھان فی البدن یعطی لہ حکم الطیب وان استعمل فی مأکول اوشقاق رجل لایعطی لہ حکم الطیب کالشحم اھ یعنی ہمارے اصحاب نے فرمایا: بدن پر استعمال ہونے والی اشیاء تین قسم کی ہیں، خوشبوئے محض کہ جو خوشبو حاصل کرنے کے لیے ہی تیار کی گئی، جیسے مشک، کافور، عنبر وغیرہ، اس میں کفارہ واجب ہوگا، خواہ کسی طور پر اسے استعمال کیا گیا ہو۔ حتی کہ فقہاء نے فرمایا کہ اگر کسی نے خوشبو سے اپنی آنکھ کا علاج کیا، تو اس پر کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ آنکھ ایک مکمل عُضو ہے اور اس میں خوشبو کو استعمال کیا گیا ہے، لہٰذا کفارہ لازم ہوگا۔ دوسری قسم وہ کہ جو بذاتِ خود خوشبو نہ ہو، نہ ہی اس میں خوشبو والا معنیٰ پایا جاتا ہو جیسا کہ چربی تو اس میں کھانا یا بطورِ تیل استعمال کرنا یا پیروں کی پھٹن پر لگانا سب برابر ہے اور اس

میں کوئی کفارہ واجب نہیں۔ تیسری نوع وہ کہ جو بذاتِ خود تو خوشبو نہیں، لیکن خوشبو کی اصل ہے کہ بطورِ خوشبو بھی استعمال ہوتی ہے اور بطورِ سالن بھی۔ جیسے زیتون اور تل کا خالص تیل۔ اس میں اس کا استعمال مُعتبر ہے (چنانچہ) اگر بطورِ تیل بدن پر استعمال ہو، تو اس کے خوشبو ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اگر کسی کھانے والی شے یا پیروں کی پھٹن میں استعمال ہو، تو چربی کی طرح خوشبو کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اھ

اس عبارت سے چند اُمور واضح ہوئے:

(۱) خالص خوشبوئیں یعنی جو صرف خوشبو ہی کے لئے **مستعمل** (استعمال ہوتی) ہوں اور اس کے علاوہ ان کا کوئی اور استعمال نہ ہو جیسے مروّجہ عطریات وغیرہ اس میں نیت کی شرط نہیں اس کو جس طرح بھی استعمال کیا جائے کفارہ لازم آئے گا۔

(۲) جو مِنْ وَجہ (ایک وجہ سے) خوشبو اور مِنْ وَجْہٍ خوشبو نہیں، اگر اسے بدن پر بطورِ خوشبو استعمال کیا جائے، تو اس میں بھی نیت کی حاجت نہیں، اگر کوئی اپنے بدن پر اس کا استعمال بھول کر بھی کر لے تب بھی کفارہ لازم ہوگا۔ جیسے زیتون کا خالص تیل اور...... اگر بطورِ دوا استعمال کیا تو خوشبو کا حکم نہیں۔

خوشبو میں آگ کا عمل

یہ اَمر بھی قابلِ توجُّہ ہے کہ اگر خوشبو کو کسی شے کے ساتھ مخلوط کر دیا (ملا دیا) گیا ہو خواہ وہ شے ماکولات (کھانے والی اشیاء) میں سے ہو یا مشروبات (پینے والی) میں سے یا ان کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے مستعمل ہو، اس کے احکام میں تفصیل ہے۔ اگر خوشبو کو کسی شئے میں ڈال کر عملِ نار کر لیا گیا ہو تو اس کے استعمال سے مطلقاً کوئی شئے واجب نہیں اور کوئی کراہیت بھی نہیں اگرچہ مہک آ رہی ہو۔

(۲) وہ شے جس میں خوشبو ملائی گئی اگر ماکولات میں سے ہے اور اس میں آگ کا عمل بھی نہیں کیا گیا تو خوشبو غالب ہونے کی صورت میں کفارہ واجب ہوگا اور مغلوب ہوتو کفارہ واجب نہیں لیکن اگر خوشبو (مہک) آتی ہو، تو مکروہ ہے۔

(۳) اگر ٹھوس خوشبو کو مشروبات میں بغیر عملِ نار کے ملایا گیا، تو مطلقاً خوشبو کا حکم دیا جائے گا۔ لیکن اگر خوشبو غالب ہوتو ''دم'' ورنہ ''صدقہ'' واجب ہوگا۔ ہاں اگر خوشبو غالب نہ ہونے کی صورت میں بھی مشروب کو تین مرتبہ پیا، تو ''دم'' لازم ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی **ردالمحتار** (ج۳،ص۵۷۶) میں فرماتے ہیں: **اعلم ان خلط الطیب بغیرہ علی وجوہ لانہ اما ان یخلط بطعام مطبوخ او لا ففی الاول لاحکم للطیب سواء کان غالبا اومغلوبا وفی الثانی الحکم للغلبۃ ان غلب الطیب وجب الدم وان لم تظہر رائحتہ کما فی الفتح والا فلاشیء علیہ غیر انہ اذا وجدت معہ الرائحۃ کرہ وان خلط بمشروب فالحکم فیہ للطیب سواء غلب غیرہ ام لاغیر انہ فی غلبۃ الطیب یجب الدم وفی غلبۃ الغیر تجب الصدقۃ الاان یشرب مرارا فیجب الدم**۔ خلاصہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

غلبہ کا اعتبار

غلبہ کا اعتبار اجزاء کی کثرت سے ہوگا نہ کہ خوشبو سے۔

شرح اللباب (ص۳۱۷) میں ہے: **فان کان الغالب الملح ای اجزائہ لا طعمہ ولا لونہ فلاشیء علیہ** یعنی اگر نمک غالب ہو یعنی اس کے اجزاء نہ کہ اس کا رنگ اور

اس کا ذائقہ اھ۔

علامہ ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی ردالمحتار (ج۳،ص۵۷۶) میں فرماتے ہیں: **والظاهر انه ان وجد من المخالط رائحة الطيب كما قبل الخلط فهو غالب والا فمغلوب** یعنی ظاہر یہ ہے کہ اگر مخالط (ملائی گئی شئے) میں خوشبو کی مہک ویسی پائی جیسی ملنے سے پہلے تھی، تو خوشبو غالب ہے، ورنہ مغلوب۔

علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی نے یہ بات علامہ ابن امیر حاج حلبی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے حوالے سے نقل کی لیکن البحر الرائق میں اس عبارت کے تحت علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی مِنحَۃُ الخالق میں فرماتے ہیں: **ان هذا الفرق ينافيه ما قدمناه عن الفتح من انه اذا كان الطيب غالب يجب الجزاء وان لم تظهر رائحته فانه يقتضي ان المناط كثرة الاجزاء لاوجود الرائحة، تأمل** یعنی یہ فرق اس کے منافی (نفی کرنے والا) ہے جو ہم نے فتح القدیر کے حوالے سے پہلے ذکر کیا کہ ''اگر خوشبو غالب ہے، تو جزاء واجب ہوگی اگرچہ مہک ظاہر نہ ہو۔'' کیونکہ یہ قول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مدار کثرت اجزاء پر ہے نہ کہ وجود پر، غور کر لیجئے۔ (منحۃ الخالق علی ھامش البحر الرائق ج۳،ص۶)

اسی طرح ردالمحتار (ج۳ص۵۷۷) میں فرمایا: **قلتُ لكن قول الفتح المارّ في غير المطبوخ وان لم تظهر رائحته يفيد اعتبار الغلبة بالاجزاء لا بالرائحة وقد صرح به في شرح اللباب** یعنی میں کہتا ہوں: ''لیکن فتح القدیر کا بغیر پکائی ہوئی چیز کے بارے میں جو قول گزرا کہ اگرچہ مہک ظاہر نہ ہو، یہ اجزاء کے اعتبار سے غلبہ کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ مہک کے ساتھ اور شرح اللباب میں اسی کی صراحت کی۔''

قابل توجہ امر ہے کہ خوشبو کی کثرت میں اعتبار اگرچہ اجزاء کی کثرت کا ہے

لیکن ساتھ میں مہک کا وجود بھی ضروری ہے، حتّٰی کہ اگر اس کی بو ختم ہو جائے تو اس کا اعتبار جاتا رہا۔ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کے کلمات سے یہی ظاہر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ (ج ۴، ص ۶۸۹) میں ہے: ''اگر مشک وغیرہ خوشبو اتنی کم پڑی کہ خوشبو نہ دے یا مدت گزرنے سے اُتر گئی کہ اب خوشبو جاتی رہی تو کراہت بھی نہیں۔''

بہارِ شریعت (ص ۳۲ حصہ ششم، مطبوعہ مرکز الاولیاء لاہور) میں ہے: ''جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبو دیں یا بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بو نہیں دیتی اس کا کھانا پینا (جائز ہے)۔'' اسی طرح (ص ۸۶) پر فرمایا: ''کھانے میں پکتے وقت خوشبو پڑی یا فنا ہو گئی تو کچھ نہیں ورنہ اگر خوشبو کے اجزاء زیادہ ہوں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کھانا زیادہ ہو تو کفارہ کچھ نہیں مگر خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے۔'' حاصل یہ ہوا کہ اجزاء کی کثرت کا اعتبار جب ہے کہ مہک بھی موجود ہو، ورنہ اجزاء کی کثرت کا بھی اعتبار نہیں۔

نیز علامہ حلبی اور شیخ ابن ھمام رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہما کے اقوال میں تطبیق ممکن ہے کہ اِختلاط سے پہلے جو خوشبو کی مہک تھی، اختلاط کے بعد بھی اسی مہک کا پایا جانا عموماً اس وقت ہی ہوگا کہ جب خوشبو کے اجزاء کثرت سے ہوں، ورنہ اس مہک میں تبدیلی آجائے گی اور یہ تبدیل شدہ مہک اب کھانے کی کہلائے گی، نہ کہ خوشبو کی۔ اور یہی تبدیل شدہ مہک، دراصل خوشبو کا فنا ہو جانا ہے کہ درحقیقت اب یہ وہ مہک نہیں، جو خوشبو کی تھی۔ مہک کی تبدیلی ہو جانا، ذوقِ سلیم رکھنے والا شخص با آسانی معلوم کر سکتا ہے۔

ارشادالساری(ص۳۱۷) میں ہے:**الفرق بین الغالب وغیرہ ان وجد من المخالط رائحة الطیب کما قبل الخلط وحس الذوق السلیم بطعمه فیه حسا ظاهرا فهو غالب والا فهو مغلوب** یعنی غالب ومغلوب میں فرق یہ ہے کہ اگر مخالِط میں خَلط (ملنے) سے پہلے والی خوشبو کی مہک پائی جائے اور ذوقِ سلیم رکھنے والا ظاہری حس کے ساتھ اس کے ذائقے کومحسوس کرے، تو خوشبو غالب ہے، ورنہ مغلوب اھ۔ یہ عبارت علامہ ابن نجیم مصری عَلَیہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ القَوِی نے بھی البحر الرائق (ج۳،ص۶) میں نقل فرمائی۔ **واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب**

اب اصل سوالات کی طرف چلتے ہیں:

(۱) خوشبو دار صابن

خوشبودار صابن میں معلومات کے مطابق دوطریقے اختیار کئے جاتے ہیں:

(۱) آگ میں پکاتے وقت خوشبوڈالی جاتی ہے۔

(۲) صابن کے آمیزے کوگرم کیا جاتا ہےاور پھرحرارت کم کرکےاس کوچالیس ڈگری پرلاکرخوشبوملائی جاتی ہے۔

پہلی صورت

پہلی صورت میں توماسبق (گزشتہ) کلام کی روشنی میں حکم واضح ہے کہ جب خوشبو ڈالنے کے بعد آگ کا عمل کرلیا گیا، تو خوشبو کا اعتبار ساقط ہوجاتا ہے، اور بغیر کسی کراہیت کےاس کا استعمال جائز ہوگا۔لہٰذاحکم جواز دیا جائے گا۔جبکہ دوسری صورت میں بھی حکم جواز ہی مناسب ہے۔تفصیل آگے آرہی ہے۔ پہلے جوحکم جواز بیان کیا

گیا، اس پر ایک اِشکال وارد ہوتا ہے، جس کا دور کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اشکال: آپ نے خوشبودار صابن جب کہ اس کی خوشبو کو پکا لیا گیا ہو کے جواز کا حکم دیا، حالانکہ فقہاء نے صابن یا اس کی مِثل میں خوشبو شامل ہونے والی اشیاء کے استعمال پر کفارے کا حکم لگایا۔

علامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی نے ردالمحتار (ج ۳،ص ۵۷۷) میں، نیز فتاویٰ عالمگیری (ج۱،ص ۲۴۱) میں اشنان (ایک خوشبودار بوٹی جو صابن کی جگہ استعمال کی جاتی تھی) کے بارے میں فرمایا کہ ''اگر اَشنان میں خوشبو ملی ہو اور محرم نے اسے استعمال کیا، تو اگر دیکھنے والا کہے کہ یہ اشنان ہے، تو اس پر ''**صدقہ**'' ہوگا اور اگر وہ اسے خوشبو قرار دے تو ''دم'' ہوگا۔'' اس حکم میں آگ پر پکانے یا نہ پکانے کی کوئی قید نہیں لگائی۔

عالمگیری کی عبارت یہ ہے: ''**لو غسل المحرم باشنان فیه طیب فان کان من راہ سماہ اشنانا کان علیه الصدقة وان کان سماہ طیبا کان علیه الدم کذا فی فتاویٰ قاضیخان**۔'' ترجمہ حسبِ سابق ہے۔

جواب: اس عبارت میں اگرچہ عملِ نار ہونے یا نہ ہونے کی قید نہیں، لیکن ماقبل میں جب فقہاء نے طعام مطبوخ (پکے ہوئے) کا حکم بیان کر دیا، تو اب یہ مسئلہ بھی اسی پر محمول ہونا چاہیے کہ آگ نے جس طرح کھانے میں تغیر لا کر خوشبو کے حکم کو اصلاً ساقط کر دیا، صابون یا اس کی مثل اشیاء میں بھی وہ یہی عمل کرے گی۔ لہٰذا اعتبار آگ کے عمل کا ہے، اس میں یہ ضروری نہیں کہ وہ شئے ماکولات میں سے ہی ہو، مشروبات اور دیگر اشیاء میں بھی یہ حکم جاری ہوگا۔

امام اہلسنت ، مجدد دین وملت ، پروانۂ شمع رسالت ، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمۃُ الرَّحمٰن نے خمیرہ تمباکو کا ایسا حقہ پینا جائز قرار دیا ہے کہ جس میں سنبل اور مشک کی خوشبو کو ملایا گیا ہو اور حکم جواز کی علت ، آگ کے عمل کو قرار دیا ، حالانکہ خمیرہ نہ تو کھایا جاتا ہے اور نہ ہی حقیقۃً پیا جاتا ہے ، اس دھویں پر مجازاً پینے کا اطلاق ہوتا ہے ۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت عَلَیہِ رَحمۃُ ربِّ العِزّت **جَدُّالمُمتار علٰی رَدِّالمحتار** (ج۲،ص ۲۴۰ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی) میں فرماتے ہیں: **یستفاد منہ حکم خمیرۃ التتن ألملقی فیھا سنبل الطیب والمسک ونحوھما فان الخمیرۃ لا توکل ولا تشرب لاھی ولاجزء منھا بل تؤثر فیھا النارفتحلیھا دخانا، فتنقلب حقیقتھا،وقلب العین مغیرللحکم فھولم یاکل طیباولم یشربہ وانما شرب دخانامطیبا فینبغی ان لاشیء علیہ غیرالکراھۃ ان وجدت الرائحۃ ثم الکراھۃ حیث اطلقت للتحریم فیلزم التأثیم فیما یظھر بل لعل الاظھر ان ھذا لعمل النار یلتحق بالمطبوخ وقد علم من الشرح ان لا شیء فیہ ولاکراھۃ والطیب الممزوج فی الخمیرۃ عمل فیہ النار فینبغی ان لاحکم فیھا للطیب اصلا،ملخصا اھ** یعنی اس سے خمیرہ تمباکو کا حکم مستفاد (حاصل) ہوتا ہے کہ جس میں سنبل اور مشک اور انکی مثل دیگر خوشبویات ڈالی جاتی ہیں ۔ کیونکہ خمیرہ نہ تو کھایا جاتا ہے اور نہ ہی پیا جاتا ہے ، نہ اس کی ذات اور نہ ہی اس کا کوئی جزء ، بلکہ اس میں آگ اثر کرتی ہے اور اسے دھواں بنادیتی ہے ۔ لہٰذا اس کی حقیقت تبدیل ہوجاتی ہے اور قلبِ ماہیت حکم کو بدل دیتی ہے ، لہٰذا حقہ پینے والے نے ، نہ تو خوشبو کھائی اور نہ ہی اسے پیا ، اس نے تو خوشبودار دھواں پیا ہے ، تو مناسب ہے کہ اس پر کوئی کفارہ نہ ہو۔ لیکن اگر خوشبو

پائی جائے تو کراہیت ہوگی پھر جب کراہیت مطلق کہی جائے تو وہ تحریم کے لیے ہوتی ہے تو ظاہراً اس سے گناہ گار ہونا لازم آتا ہے بلکہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ خمیرہ آگ کے عمل کی وجہ سے مطبوخ کے ساتھ ملحق ہوگیا اور شرح سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ مطبوخ میں کوئی کفارہ بھی نہیں اور نہ ہی کوئی کراہیت اور خمیرہ میں ملائی جانے والی خوشبو پر آگ نے عمل کرلیا، تو مناسب یہ ہے کہ خوشبو ہونے کا اصلاً حکم نہ ہو۔

مزید یہ کہ خوشبودار مرہم یا دوا اگرچہ ماکول یا مشروب نہیں لیکن اس میں بھی آگ کا عمل ہونے یا نہ ہونے کا اعتبار ہے چنانچہ ملّا علی قاری عَلَیهِ رَحمَۃُ اللّٰہِ البَارِی شرح اللباب (ص۳۱۹) میں فرماتے ہیں: **لو تداوی بالطیب ای المحض الخالص او بدواء فیه طیب ای غالب ولم یکن مطبوخا لماسبق الخ** یعنی اگر کسی نے خالص خوشبو کو بطورِ دوا استعمال کیا یا ایسی دوا جس میں خوشبو غالب ہو اور اسے پکایا نہ گیا ہو، جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔

ارشاد الساری (ص۳۱۸) میں ہے: "**واما ان یخلط بمایستعمل فی البدن کالاشنان ونحوه فحکمه مثل حکم خلطه بمشروب اه** یعنی اگر خوشبو اس چیز کے ساتھ ملے جو بدن میں استعمال کی جاتی ہو، جیسے اشنان وغیرہ، تو اس کا حکم مشروب میں خوشبو کے ملنے کی طرح ہے۔"

امام زیلعی عَلَیهِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے **تبیین الحقائق** (ج۲،ص۵۳، مطبوعہ مدینۃ الاولیاء ملتان) میں واضح صراحت کی کہ جس طرح طبخ (پکائی) کا عمل ہونے نہ ہونے کے اعتبار سے کھانے کی تقسیم ہے، یہی حکم مشروبات میں بھی ہے چنانچہ فرمایا: "**لواکل زعفرانا مخلوطا بطعام اوطیب آخر ولم تمسه النار یلزمه دم وان مسته فلا**

شیء علیه لانه صار مستهلکا وعلی هذا التفاصیل فی المشروب یعنی اگر کسی نے زعفران کھائی جو کہ کسی طعام یا کسی اور خوشبو کے ساتھ مخلوط تھی اور اسے آگ نے نہ چھوا ہو تو ''دم'' لازم ہوگا۔ اور اگر آگ نے چھوا ہو، تو کوئی کفارہ نہیں۔ کیونکہ وہ زعفران ہلاک (فنا) ہوگئی اور یہی تفصیل مشروبات میں ہے۔''

علامہ حسن بن محمد سعید عبدالغنی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الغنی ارشاد الساری (ص۳۱۶) میں فرماتے ہیں: **فلا جزاء فیما یطبخ کالقھوۃ المذکورۃ وکدواء طبخ بھیل ونحوہ لانہ صار مستھلکا** یعنی جس شے کو پکالیا گیا ہو، اس میں کوئی کفارہ نہیں، جیسا کہ مذکورہ قہوہ اور وہ دوا جس میں ھیل اور اس کی مثل کو پکالیا گیا ہو، کیونکہ وہ فنا ہوگئی۔ بلکہ اُشنان والا مسئلہ بھی عدم طبخ کے ساتھ مقید ہے، شرح اللُّباب میں اس کی صراحت کی گئی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ البَارِی نے پہلے امام زیلعی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی عبارت نقل کی جو ماقبل میں گزری اور پھر اس کے بارے میں صاحبِ لباب کے حوالے سے نقل کیا کہ **قال المصنف رحمہ اللہ ولم یقید بالغلبۃ فی لزوم الدم فیحمل علی المقید والا فمخالف لما فی الفتح** یعنی مصنف رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے امام زیلعی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی عبارت کے بارے میں فرمایا، انہوں نے دم کے لزوم کو غلبہ کے ساتھ مقید نہیں کیا، پس اسے اس قید پر ہی محمول کیا جائے گا، ورنہ یہ فتح القدیر میں موجود مسئلے کے مخالف ہوگا۔ (شرح اللباب ص۳۱۷)

پھر ملا علی قاری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ البَارِی نے فتح القدیر کی عبارت نقل کی جو ''خوشبو میں آگ کے عمل'' کے تحت ردالمحتار کے حوالے سے نقل کی جاچکی ہے اور پھر اُشنان والا مسئلہ تحریر کیا۔ زیادتیٔ فوائد کی غرض سے نقل عبارت میں مضائقہ نہیں چنانچہ فرمایا: **وقد**

قالوا فيما لو جعل الزعفران فی الملح ان كان الزعفران غالبا فلا شیء علیه وفی المنتقی اذا غسل المحرم یده باشنان فیه طیب فان كان اذا نظر الیه قالوا هذا اشنان فعلیه صدقة وان قالوا هذا طیب فعلیه دم انتهی دونوں عبارتوں کا خُلاصہ گزر چکا۔

اس کے بعد مُلا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ البَارِی فرماتے ہیں: ولیس فیهما مایفید التقیید بل مطلق یقید بما ذكره الزیلعی فیحمل علی غیرالمطبوخ فتأمل فانه موضع الزلل یعنی ان دونوں مسئلوں میں کوئی ایسی چیز نہیں، جو امام زیلعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی کے مسئلہ کی (غلبہ کے ساتھ) تقیید کا فائدہ دے۔ بلکہ یہ مسئلے (طبخ وغیر طبخ کی قید سے) مطلق ہیں، تو انہیں اس کے ساتھ مقید کیا جائے، جو امام زیلعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی نے ذکر کیا۔لہٰذا ان کو غیرِ مطبوخ پر محمول کیا جائے۔غور کر لیجئے، کیونکہ یہ خطا کا مقام ہے۔(شرح اللباب ص ٣١٧)والحمدللّٰہ رب العالمین

دوسری صورت

دوسری صورت میں بھی اس صابن کے استعمال کا جواز ظاہر ہے، کیونکہ آگ کے عمل سے مراد، حرارت کا پایا جانا ہے نہ کہ آگ کا وجودِ حقیقی، جیسا کہ آج کل الیکٹرونک آلات کے ذریعے حرارت پیدا کی جاتی ہے، مثلاً جیسے ہیٹر وغیرہ پر چائے اور دیگر اشیاء پکائی یا گرم کی جاتی ہیں۔اب جیسا کہ ماقبل گزرا کہ صابن کو خوشبودار کرنے کے لیے چالیس ڈگری کی حرارت قائم رکھ کر خوشبو ملائی جاتی ہے، لہٰذا آگ کی تاثیر پائے جانے کی بناء پر مذکور صابن میں موجود خوشبو مُستَھلک (ہلاک شدہ) کے

حکم میں ہے۔

(۲) معطر شیمپو

شیمپو (مائع صابن) اگر سر یا داڑھی میں استعمال کیا جائے، تو خوشبو کی ممانعت کی علت پر غور کے نتیجے میں اس کی ممانعت کا حکم ہی سمجھ میں آتا ہے، بلکہ کفارہ بھی ہونا چاہیے، جیسا کہ خطمی (خوشبودار بوٹی) سے سر اور داڑھی دھونے کا حکم ہے کہ یہ بالوں کو نرم کرتا ہے اور جوئیں مارتا ہے اور محرم کے لیے یہ ناجائز ہے۔

دُرِمختار (ج۳،ص۴۹۸) میں ہے: "**غسل راسه ولحيته بخطمی لانه طيب اويقتل الهوام**" یعنی سر اور داڑھی کو خطمی سے دھونا (حرام ہے) کیونکہ یہ خوشبو ہے یا جوؤں کو مارتا ہے۔" اس عبارت کے تحت علامہ سید ابن عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی ردالمحتار میں ارشاد فرماتے ہیں: "**المراد الغسل بماء مزج فيه كما فی القهستانی وقوله لانه طيب اشار الی الخلاف فی علة وجوب اتقائه فالوجوب متفق عليه وانماالخلاف فی علته وموجبه فيتقه عندالامام لان له رائحة طيبة وان لم تكن زكية وموجبه دم وعندهما لانه يقتله الهوام ويلين الشعر وموجبه صدقة**" یعنی خطمی سے (سر یا داڑھی) دھونے سے مراد اس پانی سے دھونا ہے جس میں خطمی ملائی گئی ہو جیسا کہ قہستانی میں ہے اور ان کا کہنا: "لانہ طیب" یہ خطمی سے بچنے کی علت میں اختلاف کی طرف اشارہ ہے اس سے بچنے پر تو سب کا اتفاق ہے لیکن اس کی علت و حکم میں اختلاف ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک محرم اس سے بچے گا کیونکہ اس کے لیے عمدہ خوشبو ہوتی ہے اگرچہ تیز نہیں اور اس کے استعمال کا موجَب (لازمی ہونے والی شئے) "دم" ہوگا اور صاحبین رَحْمَۃُ اللہِ علیہما کے نزدیک کیونکہ یہ جوئیں مارتا اور بال نرم

کرتا ہے اور اس کا موجَب ''صدقہ'' ہے۔''

اختلاف کی اصل یہ ہے کہ چونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جوئیں مارنے اور بال نرم کرنے کی صفت رکھنے کے ساتھ ساتھ، خطمی کا خوشبو ہونا بھی ثابت ہے، لہٰذا جِنایت (جرم) کامل ہے اور ''جنایتِ کاملہ'' کے نتیجے میں ''دم'' واجب ہوتا ہے۔ جب کہ صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک چونکہ یہ خوشبو نہیں، لہٰذا یہاں ''جنایتِ قاصرہ'' (نامکمل جرم) کا ثبوت ہوگا اور اس کا موجب ''صدقہ'' ہے۔

شیمپو سے سر دھونے کی صورت میں بھی بظاہر جنایتِ قاصرہ کا وجود ہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس میں بھی آگ کا عمل ہوتا ہے۔ لہٰذا خوشبو کا حکم تو ساقط ہوگیا لیکن بالوں کو نرم کرنے اور جوئیں مارنے کی علت موجود ہے، لہٰذا ''صَدَقہ'' واجب ہونا چاہیے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اگر کسی کے سر پر بال اور چہرے پر داڑھی نہ ہو تو کیا اب بھی حکم سابق ہی لگایا جائے گا؟ بظاہر اس صورت میں کفارے کا حکم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حکم ممانعت کی علت بالوں کا نرم اور جوؤں کا ہلاک ہونا تھا اور مذکورہ صورت میں یہ علت مفقود ہے اور انتفاءِ علت (علت کا نہ ہونا) انتفاءِ معلول کو مُستلزِم (لازم کرنے والی) ہے لیکن اس سے اگر میل چھوٹے تو یہ مکروہ ہے کہ محرم کو میل چھڑانا مکروہ ہے۔ اور ہاتھ دھونے میں اس کی حیثیت صابن کی سی ہے کیونکہ یہ مائع حالت میں صابن ہی ہے اور اس میں بھی آگ کا عمل کیا جاتا ہے۔ اس کی مزید توضیح سوال نمبر ۴ کے جواب کے ضمن میں آئے گی۔

(۳) خوشبو دار واشنگ پاؤڈر

واشنگ پاؤڈر چاہے ہاتھ دھونے کے لیے استعمال ہو یا کپڑے یا برتن دھونے کے لیے، اس میں کوئی کفارہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ اس کی تیاری میں بھی آگ کا عمل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد خوشبو ملائی جاتی ہے، نیز عُرف و عادت میں اس سے خوشبو کا حصول بھی مقصود نہیں ہوتا، مزید اس پر تعامُلِ اُمت بھی ہے۔ سوال نمبر ۲ اور ۳ کا جواب بھی اسی کے ضمن میں آ گیا اور بالفرض اگر پکانہ ہوا اور خوشبو ملی، تو وہی حکم ہوگا جو پیچھے اشنان کا گزرا۔

(٤) فرش کی دھلائی

مسجدین کریمین کے فرش کی دھلائی میں اگر محرم کے پاؤں سَن جائیں، تو کوئی کفارہ نہیں کہ یہ خوشبو نہیں۔ اور بالفرض اگر یہ محلول خالص خوشبو بھی ہوتا، تو بھی کفارہ واجب نہ ہوتا، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ محلول پہلے پانی میں ملایا جاتا ہے اور پانی اس محلول سے زائد اور یہ محلول مغلوب ہوتا ہے اور اگر مائع خوشبو کو کسی مائع میں ملایا جائے اور مائع غالب ہو، تو کوئی جزاء نہیں ہوتی۔ کتبِ فقہ میں جو مشروبات کا حکم عموماً تحریر ہے اس سے مراد ٹھوس خوشبو کا مائع میں ملایا جانا ہے۔

علامہ حسین بن محمد عبدالغنی مکی عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ القَوِی ارشاد الساری (ص ۳۱٦) میں فرماتے ہیں: ومنه يعلم ان نحو السكر المبلول اذا خلط بنحو ماء الورد فانه اذا كان ماء الورد مغلوبا كما هو الغالب عادة لا جزاء فيه ونقل الملا على نحوه عن الطرابلسي واقره وايده واصله من المحيط یعنی

اوراسی سے معلوم ہوتا ہے کہ گیلی شکر (یعنی میٹھا شربت) اوراس کی مثل، گلاب کے پانی کے ساتھ ملایا جائے، تو اگر عرق گلاب مغلوب ہو، جیسا کہ عادۃً ایسا ہی عام طور پر ہوتا ہے، تو اس میں کوئی کفارہ نہیں، اور علامہ ملا علی قاری عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ البَارِی نے اسی کی مثل طرابلسی سے نقل کیا اور اسے برقرار رکھا اور اس کی تائید کی اور اس کی اصل محیط میں ہے۔

علامہ عبدالغنی مکی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی مزید فرماتے ہیں: **انما حملنا عبارته علی ما اذا کان الطیب جامدا لئلا تناقض عبارته ما مرعن المحیط لان الضمیر فی قوله ولو خلطه علی ما هو المتبادر من عبارته عائد الی الزعفران ویظهر فرق بین المائع والجامد لان المائع من الطیب اذا کان مغلوبا یصیر مستهلکا فی المشروب لکمال امتزاجه به بخلاف الجامد لبقاء عینه فلذا وجب فی المغلوب صدقة** یعنی ہم نے فتح القدیر کی عبارت کو اس پر محمول کیا، جب کہ خوشبو جامد (ٹھوس) ہوتا کہ ان کی عبارت اس سے نہ ٹکرائے جو ''محیط'' کے حوالے سے گزری۔ کیونکہ ان کے قول '' خَلَطَہ '' میں ضمیر کا زعفران کی طرف عائد ہونا (لوٹنا) ہی ان کی عبارت سے مُتبادر (واضح) ہے۔ اور مائع اور ٹھوس میں فرق ظاہر ہے کیونکہ مائع خوشبو جب مغلوب ہو تو وہ مائع میں کمالِ امتزاج (ملنے) کی وجہ سے مُستھلک (فنا) ہو جاتی ہے، بخلاف ٹھوس کے کہ اس کا عین باقی رہتا ہے، اسی وجہ سے ٹھوس کے مغلوب ہونے میں بھی ''صدقہ'' واجب ہوتا ہے۔

لہٰذا اس محلول سے بھی خوشبو کا حکم ساقط ہو گیا۔ شیمپو میں بھی اگر مائع صورت میں خوشبو ملائی جاتی ہے تو ظاہر یہی ہے کہ وہ قلیل ہوتی ہے لہٰذا اس صورت میں شیمپو میں بھی کفارہ نہیں۔

(۵) خوشبو اور عطریات میں فرق

خوشبو کی تعریف اور اس کی اقسام پر ابتدائی گفتگو سے ظاہر ہوا کہ خوشبو کئی اقسام کی ہوتی ہے، کھانے والی، بدن پر لگانے والی اور سر یا داڑھی پر لگانے والی وغیرہ جب کہ عِطر عادۃً لباس پر ہی استعمال کیا جاتا ہے، یعنی ہر خوشبو کو عطر نہیں کہہ سکتے۔ جیسے الائچی لیکن ہر عطر خوشبو ہے، لہٰذا ان کے مابین عُموم خصوص مطلق کی نسبت ہے، خوشبو اعم ہے اور عطر اخص۔

(٦) خوشبو دار ٹشو پیپر

خوشبو دار ٹشو پیپر میں اگر خوشبو کا عین موجود ہے یعنی وہ پیپر خوشبو سے بھیگا ہوا ہے، تو اس تری کے بدن پر لگنے کی صورت میں جو حکم خوشبو کا ہوتا ہے، وہی اس کا بھی ہوگا۔ یعنی اگر قلیل ہے اور عضوِ کامل کو نہ لگے، تو صدقہ، ورنہ اگر کثیر ہو یا کامل عضو کو لگ جائے، تو دم ہے۔ اور اگر عَین موجود نہ ہو، بلکہ صرف مہک آتی ہو، تو اگر اس سے چہرہ وغیرہ پونچھا اور چہرے یا ہاتھ میں خوشبو کا اثر آ گیا، تو کوئی "کفارہ" نہیں کہ یہاں خوشبو کا عین نہ پایا گیا اور ٹشو پیپر کا مقصودِ اصلی خوشبو سے نفع لینا نہیں۔

ھندیہ (عالمگیری ج۱ص۲۴۱) میں ہے: **لو دخل بیتا قد اجمر فعلق بثوبه رائحة فلا شیء علیه لانه غیر منتفع بعینه** یعنی اگر کوئی ایسے کمرے میں داخل ہوا جس کو دھونی دی گئی اور اس کے کپڑے میں مہک بس گئی، تو کوئی کفارہ نہیں، کیونکہ اس نے خوشبو کے عین سے نفع نہیں اٹھایا۔

سیدی ملا علی قاری عَلَیہِ رَحمۃُ اللہِ البَارِی نے شرح اللباب (ص ۱۲۱) میں خوشبو کا جرم لگے بغیر، صرف مہک لگنے کے جواز کے بارے میں صراحت فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے

ہیں: **ومسه ای لمس الطیب ان لم یلتزق ای شیء من جرمه الی بدنه فانه حینئذ نوع من استعماله بخلاف اذا تعلق به ریحه وعبق به فوحه فانه لا تضره اه** یعنی (احرام کے مکروہات میں سے) اس یعنی خوشبو کا چھونا (بھی) ہے۔ بشرطیکہ وہ چمٹے نہیں یعنی اس خوشبو کے جرم میں سے کوئی شے اس کے بدن کو نہ چپٹے کیونکہ اس وقت یہ خوشبو کے استعمال کی ایک قسم قرار پائے گی بخلاف اس کے کہ جب اس کے ساتھ خوشبو کی مہک متعلق ہو جائے اور (بغیر جرم کے) خوشبو لگے اور بھڑ کے تو یہ اس کے لیے مُضر (نقصان دہ) نہیں۔ اس کے بارے میں تفصیلی بیان **''خوشبو کے استعمال سے مراد''** کے عنوان کے تحت گزر چکا ہے۔

(۷) سرمہ

سرمہ اگر بغیر خوشبو کا ہے تو سنت یا ضرورت کی وجہ سے اس کے استعمال میں کوئی حرج (گناہ) نہیں لیکن محرم کے لیے بلاضرورت اس کا استعمال مکروہ ہے اور بظاہر ''کراہتِ تنزیہی'' ہے اور عموماً سرمے میں خوشبو نہیں ہوتی ہے **کما هو المشاهد** اور اگر سرمہ خوشبودار ہو، تو ایک یا دو بار استعمال میں ''صَدَقہ'' ہے اور تین یا اس سے زائد میں ''دم''۔

''شرح اللُّباب'' (ص۱۲۲) میں ہے: **والاکتحال بما لا طیب فیه ای عملا بالسنة وتقویة للباصرة لا قصد الزینة** یعنی ایسا سرمہ لگانا مُباح (جائز) ہے کہ جس میں خوشبو نہ ہو۔ یعنی سنت پر عمل کی نیت سے اور بصارت (بینائی) کی تقویت کے لیے، نہ کہ قصدِ زینت سے۔

عالمگیری (ج۱ص۲۴۱) میں ہے: **عن محمد علیه الرحمة فیمن اکتحل**

بکحل مطیب مرة او مرتین فعلیه الصدقة وان کان مرارا کثیرة فعلیه دم یعنی امام محمد علیہ رَحْمَۃُ اللہ الاحد سے، اس شخص کے بارے میں کہ جس نے خوشبودار سرمہ ایک یا دو مرتبہ لگایا، مروی ہے کہ اس پر ''صدقہ'' ہے اور اگر کئی مرتبہ لگایا، تو اس پر ''دم'' واجب ہے۔

بہارِ شریعت (ص ۸۶ حصہ ششم) میں ہے: ''خوشبودار سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو ''صدقہ'' دے، اس سے زیادہ میں ''دم'' ہے اور جس سرمہ میں خوشبو نہ ہو، اس کے استعمال میں حرج (گناہ) نہیں، جب کہ بضرورت ہو اور بلا ضرورت مکروہ۔''

(۸) ٹوتھ پیسٹ

ٹوتھ پیسٹ میں اگر آگ کا عمل ہوتا ہے، جیسا کہ یہی مُتَبادِر ہے، جب تو حکم کفارہ نہیں، جیسا کہ ماقبل تفصیل سے گزر چکا۔ لیکن اس میں عموماً منہ کی بدبو دور کرنے اور خوشبو حاصل کرنے کا قصد ہوتا ہے، لہٰذا اس کا استعمال ''کراہیت'' سے خالی نہیں۔

امام اہلسنّت، مجدد دین وملت، پروانہ شمع رسالت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ (ج ۴، ص ۶۸۹) میں فرماتے ہیں: تمباکو کے قِوام میں خوشبو ڈال کر پکائی گئی ہو، جب تو اس کا کھانا مطلقاً جائز ہے اگرچہ خوشبو دیتی ہو، ہاں خوشبو ہی کے قصد سے اسے اختیار کرنا کراہت سے خالی نہیں۔

(۹) کھانے والی خوشبو لگانا

اگر وہ خالص خوشبو ہے، تب تو اس کا کھانا اور لگانا برابر ہے، جب کہ عرف و عادت میں اس کے دونوں طرح استعمال کو خوشبو کہا جاتا ہو، جیسے مُشک، زعفران وغیرہ۔ اور اگر خالص خوشبو نہیں، جیسے زیتون کا تیل، اگر اس کا بطورِ خوشبو استعمال ہو، تو

کفارہ ، ورنہ کچھ نہیں۔اور اگر خوشبو کسی خاص شے کے ساتھ مختص (خاص) ہے اور دوسری جگہ جب تک مہک نہ دے اسے خوشبو نہیں کہا جاتا۔جیسے الائچی کہ منہ کی خوشبو کے لیے خاص ہے اور اگر کوئی اسے کپڑے میں باندھ لے یا داڑھی میں اٹکا لے،تو کوئی اسے خوشبو کا استعمال نہیں کہتا،تو اس صورت میں کچھ نہیں،اس کا صریح جزیہ عود کو کپڑے میں باندھنے کا''خوشبو کے استعمال سے مراد'' کی بحث میں گزر چکا۔

(۱۰) صابن کو بنیت خوشبو استعمال کرنا

صابن یا خوشبو دار واشنگ پاوڈر وغیرہ کو خوشبو کے قصد سے استعمال کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ ٹوتھ پیسٹ کے بیان کے ضمن میں تمباکو کے خوشبو دار قوام کے بارے میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمۃُ الرَّحمٰن کے حوالے سے گزرا۔ بلا قصد و نیتِ خوشبو اس کے استعمال کا حکم بھی ما سبق میں واضح ہو چکا۔

(۱۱)ہاتھ میں مہک آنا

اس میں بھی وہی تفصیل ہوگی ، جو ٹشو پیپر کے بیان میں گزری کہ مثلاً کسی ایسے شخص سے مُصافحہ کیا جس نے عطر لگایا تھا اور ہاتھ میں اگر خوشبو کا عین لگا تو ''کفارہ'' ہوگا اور اگر عین نہ لگا بلکہ ہاتھ میں صرف مہک آئی،تو کوئی کفارہ نہیں کہ اس محرم نے خوشبو کے عین سے نفع نہ اٹھایا، ہاں اس کو چاہیے کہ ہاتھ کو دھو کر اس مہک کو زائل کر دے۔

(۱۲) گلاب کے ہار

احرام کی نیت کے بعد گلاب کا ہار نہ پہنا جائے، کیونکہ گلاب کا پھول خود عین

خوشبو ہے اوراس کی مہک بدن اورلباس میں بَس بھی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر اس کی مہک لباس میں بس گئی اور کثیر ہے اور چار پہر یعنی بارہ گھنٹے تک اس کپڑے کو پہنے رہا تو ''دم'' ہے، ورنہ ''صدقہ'' اور اگر خوشبو تھوڑی ہے اور کپڑے میں ایک بالشت یا اس سے کم میں لگی ہو اور چار پہر تک اسے پہنے رہا تو ''صدقہ'' اور اس سے کم پہنا، تو ایک مٹھی گندم دینا واجب ہے۔ اور اگر خوشبو قلیل ہے، لیکن بالشت سے زیادہ حصے میں ہے، تو کثیر کا ہی حکم ہے یعنی چار پہر میں ''دم'' اور کم میں ''صدقہ''۔

شرح اللباب (ص۳۲۰) میں ہے: **اذا کان الطیب فی ثوبه شبرا فی شبر ای مقدارھما طولا وعرضا فھو داخل فی القلیل فان مکث ای دام یوما فعلیه صدقة او اقل منه فقبضة کذا فی المجرد والفتح** یعنی اگر کسی کپڑے میں خوشبو بالشت در بالشت لگی یعنی طول وعرض میں، تو وہ قلیل میں داخل ہے، پس اگر وہ ٹھہرا رہا یعنی دن بھر پہنا رہا، تو اس پر صدقہ ہے۔ اور اس سے کم ہے تو ایک مٹھی کھانا۔ ایسا ہی مُجرَّد اور فتح القدیر میں ہے۔

ردالمحتار (ج۳،ص۵۷۵) میں ہے: **یمکن اجراء التوفیق المار ھنا ایضا بان الطیب اذا کان فی نفسه کثیرا لزم الدم وان اصاب من الثوب اقل من شبر وان کان قلیلا لا یلزم حتی یصیب اکثر من شبر فی شبر وربما یشیر الیه قولھم لوربط مسکا او کافورا او عنبرا کثیرا فی طرف ازاره او ردائه لزمه دم ای ان دام یوما ولو قلیلا فصدقة** یعنی گزشتہ تطبیق کو یہاں بھی جاری کرنا ممکن ہے کہ اگر وہ فی نفسہ کثیر ہو تو ''دم'' لازم ہوگا۔ اگرچہ کپڑے میں بالشت سے زیادہ کو نہ لگے اور اگر خوشبو قلیل ہو تو دم لازم نہیں جب تک بالشت در بالشت سے زیادہ کپڑے کو نہ لگے

اور شاید اسی کی طرف فقہاء کا قول اشارہ کرتا ہے کہ اگر محرم نے مشک یا کافور یا عنبر بہت زیادہ اپنے تہبند یا چادر کے کنارے میں باندھی، تو دم لازم ہوگا۔ یعنی اگر دن بھر پہنا رہا اور اگر دن سے کم ہے، تو صدقہ واجب ہے۔ اور اگر یہ ہار پہننے کے باوجود کوئی مہک کپڑوں میں نہ بسی، تو کوئی کفارہ نہیں اب اس کی حیثیت عود کو کپڑے میں باندھنے کی طرح ہوگئی کہ جب تک اس کی مہک کپڑوں میں نہ آئے، کفارے کا حکم نہیں، جیسا کہ ''**خوشبو کے استعمال سے مراد**'' کے بیان میں گزرا۔ لہٰذا محرم کو چاہیے کہ طیارے میں سوار ہونے کے بعد احرام کی نیت کرے تاکہ اس ناجائز کام سے بچ جائے اور اگر خوشبو لگ جائے تو اس کو فوراً دھولے اور کفارے کی جو بھی صورت واضح ہو اس کے مطابق عمل کرے۔

ھذا ماظھر لنا واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب

۲ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۳ء

اراکین مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ (دعوتِ اسلامی)

﴾تصدیقات﴿

المجیب صحیح

(مفتی) محمد عبد القیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ

والسلام

محمد عبد الحکیم شرف قادری

الجواب صحیح

محمد فیض احمد اویسی

بہاولپور۔ پاکستان

لبیک اللّٰھم لبیک
حج وعُمرے کا طریقہ اور دعائیں
رفیقُ الحرمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-055-6
0109198
MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net